Regd No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

الفضل ربوہ

روزنامہ

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ

عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ: ڈیلی الفضل ربوہ

فی پرچہ ۱؎

جلد ۴۴/۹ ★ یکم صلح ۱۳۳۴ ہش یکم جنوری ۱۹۵۵ء ★ نمبر ۱

اخبار احمدیہ

ربوہ ۳۱ دسمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج کی اطلاع مظہر ہے کہ ٹانگ میں شئیکا کی درد ہے۔

احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

آج حضور نے خطبہ جمعہ میں احباب کو نصیحت فرمائی کہ وہ نئے سال کو اس بابرکت عزم اور ارادے کے ساتھ شروع کریں کہ وہ بے شک دنیا کمائیں گے لیکن دین کی ضرورتوں کو ہمیشہ دنیا پر مقدم رکھیں گے۔

آج بعد نماز جمعہ مکرم چودھری اسد اللہ خانصاحب نے جو قادیان جانے والے قافلے کے امیر تھے۔ جلسہ سالانہ قادیان کے ایمان افروز حالات بیان فرمائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ کلام

خدا کرے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ تازہ کلام جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۵۴ء کو حضور کی تقریر سے قبل مکرم ثاقب صاحب زیروی نے پڑھ کر سنایا۔

...ڑھتی رہے خدا کی محبت۔ خدا کرے
...ید کی ہو لب پہ شہادت خدا کرے
...لائے ایسی نیکی کی عادت خدا کرے
...م رہے دلوں پہ شریعت خدا کرے
...ٹ جائے دل سے زنگِ ضلالت خدا کرے
...جائیں تم کو زہد و امانت خدا کرے
...ھتی رہے ہمیشہ ہی طاقت خدا کرے
...جائے تم کو دین کی دولت خدا کرے
...جائے جو بھی آئے مصیبت خدا کرے
...ظور ہو تمہاری اطاعت خدا کرے
...ن لے ندائے حق کو یہ امت خدا کرے
چھوٹے کبھی نہ جامِ سخاوت خدا کرے
راضی رہو خدا کی قضا پر ہمیش تم
احسان و لطفِ عام رہے سب جہان پر
گہوارۂ علوم تمہارے بنیں قلوب
بدیوں سے پہلو اپنا بچاتے رہو مدام

...ل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے
ایمان کی ہو دل میں حلاوت خدا کرے
سرزد نہ ہو کوئی بھی شرارت خدا کرے
حاصل ہو مصطفیٰ کی رفاقت خدا کرے
آجائے پھر سے دورِ شرافت خدا کرے
مشہور ہو تمہاری دیانت خدا کرے
جسموں کو چھو نہ جائے نقاہت خدا کرے
چمکے فلک پہ تارۂ قسمت خدا کرے
پہنچے نہ تم کو کوئی اذیت خدا کرے
مقبول ہو تمہاری عبادت خدا کرے
پکڑے بزور دامنِ ملت خدا کرے
ٹوٹے کبھی نہ پائے صداقت خدا کرے
لب پر نہ آئے حرفِ شکایت خدا کا
کرتے رہو ہر اک سے مروت خدا کرے
پھٹکے نہ پاس تک بھی جہالت خدا کرے
تقوے کی راہیں طے ہوں بعجلت خدا کرے

سننے لگے وہ بات تمہاری بذوق و شوق
اخلاص کا درخت بڑھے آسمان تک
پھیلاؤ سب جہان میں قولِ رسولؐ کو
پایاب ہو تمہارے لئے بحرِ معرفت
اُٹھتا رہے ترقی کی جانب قدم ہمیش
تبلیغِ دین و نشر و ہدایت کے کام پر
سایہ فگن رہے وہ تمہارے وجود پر
زندہ رہیں علوم تمہارے جہان میں
سو سو حجاب میں بھی نظر آئے اس کی شان
ہر گام پر فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ
قرآنِ پاک ہاتھ میں ہو دل میں نور ہو
دجّال کے بچھائے ہوئے جال توڑ دو
پرواز ہو تمہاری نُہ افلاک سے بلند
بطحا کی وادیوں سے جو نکلا تھا آفتاب
قائم ہو پھر سے حکمِ محمدؐ جہان میں
تم ہو خدا کے ساتھ، خدا ہو تمہارے ساتھ

دنیا کے دل سے دور ہو نفرت خدا کرے
بڑھتی رہے تمہاری ارادت خدا کرے
حاصل ہو شرق و غرب میں سطوت خدا کرے
کھل جائے تم پہ رازِ حقیقت خدا کرے
ٹوٹے کبھی تمہاری نہ ہمت خدا کرے
مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے
شامل رہے خدا کی عنایت خدا کرے
پائندہ ہو تمہاری لیاقت خدا کرے
تم کو عطا ہو ایسی بصیرت خدا کرے
ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے
مل جائے مومنوں کی فراست خدا کرے
حاصل ہو تم کو ایسی ذہانت خدا کرے
پیدا ہو بازوؤں میں وہ قوت خدا کرے
بڑھتا رہے وہ نورِ نبوت خدا کرے
ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے
ہوں تم سے ایسے وقت میں خدمت خدا کرے

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

ایڈیٹر: روشن دین تنویر

سعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ کا

تین اہم امور

ہمارا جلسہ سالانہ خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ۲۸؍ دسمبر ۱۹۵۴ء کی شام کو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی علمی تقریر اور دعا کے ساتھ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ پر تشریف لانے والوں نے ان ایام میں اپنے اپنے ظرف و جذب کے مطابق جو برکات حاصل کیں۔ ان کا شمار نہیں۔ سب سے بڑا شرف تو شمولیت کرنے والے احباب کو حاصل ہوا۔ وہ اجتماعی دعاؤں اور ان نمازوں کا شرف ہے۔ جو انہوں نے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی براہِ راست امامت میں ادا کیں۔ خلیفہ وقت اور امام زمانہ کی براہِ راست امامت میں نمازوں کی ادائیگی کا جو مرتبہ ہے۔ وہ حصارِ تحریر میں آنا مشکل ہے۔ دل سے ملائے اعلیٰ تک گویا ایک رابطہ و اتحاد پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ عالم ہوتا ہے۔ کہ ؎

چل رہی ہیں ہوائیں رحمت کی
جو دعا کیجئے قبول ہے آج

قطار بند مومنوں کا ایک جگہ سجدہ ریز ہونا خود ایک ایسا مقدس نظارہ ہے۔ کہ جس کو دیکھ کر عرش کے فرشتے بھی تسبیح و تحمید کے زمزمے بلند سے بلند تر کر دیتے ہیں۔ ایسا منظر ہے۔ کہ جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہجوم کرتی ہیں۔ جس کو خود مومنوں کے دل ایک تازہ زندگی کے احساس میں مستحضر پاتے ہیں۔ روحوں میں ایک اہتزاز اور خون میں ایک حرارت پیدا ہو جاتی ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ جلسہ میں شمولیت کرنے والے احباب برکاتِ الٰہیہ کا ایک ایسا سرمایہ لیکر واپس گئے ہیں۔ جو انہیں ترقی کی منازل میں آگے آگے قدم بڑھانے کے لئے رہنما ثابت ہوگا۔ ہر ایک نے اپنی اپنی وسعت دامن کے مطابق پھول چنے ہیں۔ ان فیوض و برکات کا گنوانا تو مشکل ہے۔ مگر ؎

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسن تو بسیار
گلچینِ بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

جیسا کہ ہم نے عرض کیا ہے۔ احباب نے اپنی اپنی وسعتِ دامن اور اپنی اپنی پسند کے مطابق ہی گلچینی کی ہوگی۔ اس لئے ہم بھی اس انبارِ برکات میں سے صرف تین چیزیں محض یاددہانی کے لئے قارئینِ الفضل کے سامنے رکھتے ہیں۔ جو ہمارے نقطۂ نظر سے احباب کو فراموش نہیں کرنی چاہئیں۔ اور جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی فرمودہ ہدایات میں سے ہیں۔

اول جیسا کہ کہتے ہیں۔ اول خویش بعدہٗ درویش وہ بات ہے۔ جو حضور نے الفضل کی خریداری کے متعلق خاص طور پر اور سلسلہ کے دوسرے جرائد کے متعلق عام طور پر فرمائی ہے۔ الفضل کے متعلق احباب نے کل کے الفضل میں حضور ایدہ اللہ کا پیغام بھی پڑھ لیا ہے۔ الفضل آج خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک روزنامہ کی صورت میں شائع ہو رہا ہے۔ اور قومی خدمت حتی الوسع ادا کر رہا ہے۔ یہ وہ اخبار ہے جس کی بناء ہفت روزہ کی صورت میں خود سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۱۳ء میں نہایت بے سر و سامانی کی حالت میں رکھی تھی۔ آج خدا تعالیٰ ہی کے فضل و کرم کے طفیل اس کو یہ مقام حاصل ہوا ہے۔ حضور نے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ سلسلہ کے اخبارات میں سب سے اول الفضل کا مقام ہے۔ اور یہی حقیقت ہے۔ الفضل ایک روزنامہ ہے جس کے ذریعہ احباب کو ہر روز سلسلہ کی خبریں پہنچتی ہیں۔ اور احباب کا تعلق سلسلہ سے روز بروز مضبوط تر ہوتا جاتا ہے۔ اور ایمان کے لئے باعث ازدیاد ہوتا ہے۔

الفضل کا عام اخبارات میں کیا مقام ہے۔ وہ اس واقعہ سے واضح ہوتا ہے جس کا ذکر حضور نے فرمایا۔ کہ جب مولانا ابو الکلام صاحب آزاد جیل میں صرف ایک اخبار حاصل کرنے کی پیشکش ہوئی۔ تو آپ نے الفضل کا انتخاب کیا۔ اس وقت ملک میں بہت سے سیاسی اور دینی جرائد موجود تھے۔ مگر آپ نے الفضل کا انتخاب کرکے یہ ثابت کر دیا کہ الفضل ہی آپ کی رائے میں ایسا ہمہ صفت اخبار ہے جو دوسرے اخبارات کی نسبت ان کے لئے جیل میں کفایت کر سکتا ہے

پھر الفضل ہی وہ اردو کا اخبار ہے جو دنیا کے تمام ملکوں میں پہنچتا ہے۔ ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ۔ جزائر۔ الغرض کرۂ ارض پہ شاید ہی کوئی ملک ہوگا جہاں یہ نہ جاتا ہو۔ اس کے باوجود ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ الفضل کی جتنی اشاعت چاہیئے اتنی تو کجا اس سے کئی گنا کم ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ ہمیشہ احباب کو اس طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ اب کے جلسہ میں بھی حضور نے خاص طور پر اس کا ذکر فرمایا ہے۔ اس لئے ہمیں توقع ہے ہر صاحب استطاعت احمدی الفضل خود خرید کر آپ بھی پڑھے گا اور جو نہیں خرید سکتے ان کے لئے بھی خرید کرے گا۔

دوسری چیز جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے فرمائی ہے اور جس کو کسی احمدی کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے وہ تحریک جدید ہے۔ "تحریک جدید" درحقیقت تبلیغ و اشاعت اسلام کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اور تبلیغ و اشاعت اسلام ہی وہ مقصد ہے جس کے لئے اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کو کھڑا کیا ہے۔ جیسا کہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی افتتاحی تقریر میں فرمایا ہے:-

"اسلام کی حیثیت ایک یتیم اور لاوارث کی سی ہے۔ جسے اللہ تعالےٰ دنیا کی منڈی میں لایا۔ اور کہا کہ کوئی ہے۔ جو اس کی خریداری اور اس کی حفاظت کا ذمہ لے؟ دنیا کے لوگ جو بڑے اثر و رسوخ والے ہیں۔ انہوں نے اس کی قدر نہیں کی۔ اس سے منہ موڑ لیا۔ اور سمجھا کہ کون اس کی حفاظت کا ذمہ لے۔ مگر تم جو سب سے زیادہ ذلیل اور حقیر سمجھے جاتے ہو۔ تم نے اپنے آپ کو اس کی حفاظت کی ذمہ داری لینے کے لئے پیش کیا۔"

جماعت نے دنیا کے طول و عرض میں جو تبلیغ و اشاعت اسلام کے مشن قائم کئے ہیں وہ "تحریک جدید" کے سہارے پر ہی قائم ہوئے ہیں اور تحریک جدید کی آمد پر ہی چل رہے ہیں۔ جب جماعت کا منتہائے مقصود تبلیغ و اشاعت ہے۔ اور تبلیغ و اشاعت اسلام کا "تحریک جدید" پر انحصار ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جماعت کا اولین فرض "تحریک جدید" کے فنڈ کو مضبوط تر بنانا ہے۔ کیونکہ تبلیغ و اشاعت دین کا یہی سرچشمہ ہے۔ اگر سرچشمہ ہی کمزور ہو تو اس سے سیراب ہونے والی ندیاں جو دنیا میں چاروں طرف بہہ رہی ہیں۔ خود بھی کمزور رہیں گی اور کما حقہ کام نہیں کر سکیں گی۔ جب منبع ہی پانی سے تہی دامن ہوگا تو ندیاں تو لب تشنہ ہی رہیں گی۔ بے شک بظاہر یہ سرچشمہ ابھی کمزور ہے۔ مگر اس کے پیچھے یقیناً پانی کا اتنا بڑا ذخیرہ ہے۔

(بقیہ صفحہ چھ ۶ پر دیکھیں)

الفضل کا دورِ جدید

— از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مد ظلہ العالی —

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ایک لمبے وقفہ کے بعد الفضل پھر مرکزِ سلسلہ سے نکلنا شروع ہو گیا ہے۔ غالباً تیتالیس ۴۳ سال کا عرصہ گذرا کہ سلسلہ احمدیہ کے مرکز قادیان سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ سے الفضل کا اجرا ہوا۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ تھا۔ اس کے بعد ہمارا یہ مرکزی اخبار خدا کے فضل سے مسلسل ترقی کرتا گیا۔ حتی کہ ملکی تقسیم کے دھکے کے نتیجے میں الفضل کو بھی جماعت کی اکثریت کے ساتھ قادیان سے نکلنا پڑا۔ جس کے بعد حالات کی مجبوری کے ماتحت وہ لاہور سے شائع ہوتا رہا۔ یہ گویا اس کے لئے برزخ کا زمانہ تھا۔ اب سات سال کے درمیانی زمانہ کے بعد الفضل پھر ربوہ یعنی مرکز سلسلہ نمبر ۲ سے نکلنا شروع ہوا ہے۔ الفضل کے اس نئے دور میں تمام جماعت کی دعائیں اس کے ساتھ ہیں۔ اور ہر مخلص احمدی کے دل سے یہ صدا اٹھ رہی ہے۔ کہ مرکز سلسلہ کا یہ پودا جو گویا اب اپنے بلوغ کو پہنچ رہا ہے۔ بیش از پیش سرعت کے ساتھ بڑھے اور پھیلے اور پھولے۔ اور اس کے پھلوں سے لوگ زیادہ سے زیادہ مستفیض ہوں۔ مگر اس تبدیلی کے نتیجہ میں جہاں جماعت کی یہ ذمہ داری بڑھ گئی ہے۔ کہ وہ اپنے اس مرکزی اخبار کی اشاعت کی توسیع میں پہلے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ اور مرکز کی ان صحافتی تاروں کو اور بھی زیادہ وسیع اور مضبوط کر دے۔ جو اسے افرادِ جماعت کے ساتھ باندھ رہی ہیں۔ وہاں الفضل کے عملہ کا بھی یہ فرض ہے۔ کہ وہ نہ صرف الفضل کو زیادہ سے زیادہ مفید اور دلکش بنائے۔ بلکہ لاہور سے ربوہ کی طرف منتقل ہونے کے نتیجہ میں جو بعض مادی وسائل ترقی میں امکانی کمی آسکتی ہے۔ اسے بیش از بیش توجہ اور کوشش کے ذریعہ کم نہ ہونے دے۔ اس زمانہ میں پریس کی اہمیت اور اس کے اثر کی وسعت ظاہر و عیاں ہے۔ سو اب یہ جماعت اور عملہ الفضل کا مشترکہ فرض ہے۔ کہ وہ الفضل کو ہر جہت سے ترقی دے کر اسے ایک الٰہی جماعت کے شایانِ شان بنائے۔ وکان اللہ معنا اجمعین۔

(خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۱۳/۱۲/۵۴ء ۳۱)

اس امر کو ہمیشہ ملحوظ رکھو کہ دین کی اصل جڑ محبتِ الٰہی اور محبتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہے

احمدی مستورات سے خطاب پردے کی پابندی اور عورتوں کے حقوق ادا کرنے کی نصیحت سلسلہ کا لٹریچر خریدنے کی تحریک

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بصیرت افروز تقریر کا خلاصہ

مرتبہ :۔ خورشید احمد

مورخہ ۲۷ دسمبر کو جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جو بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ اس کا خلاصہ ذیل میں اپنے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے۔ تقریر سے قبل حضور نے جلسہ گاہ میں نماز ظہر وعصر پڑھائی۔ جلسے کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو سید کمال یوسف صاحب متعلم جامعۃ المبشرین ربوہ نے کی۔ اس کے بعد محترم ثاقب صاحب زیروی نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک تازہ نظم پڑھی۔ (جو الفضل کے گزشتہ پرچہ میں شائع ہو چکی ہے)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تقریر شروع فرمائی۔ تقریر کے آغاز میں حضور نے اپنی علالت طبع کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ گو میں ایک حد تک تقریر کرنے کی کوشش کرونگا۔ تاہم دوست اس امر کو مدنظر رکھیں کہ اب میری حالت ایسی نہیں ہے کہ میں زیادہ دیر تک بول سکوں۔

ملاقات کے متعلق ہدایات

پھر حضور نے اس امر پر اظہار افسوس فرمایا کہ بار بار نصیحت کرنے کے باوجود جلسے پر تشریف لانے والے بہت سے احباب حضور سے ملاقات کے وقت حضور کی ارشاد فرمودہ ہدایات کو پوری طرح ملحوظ نہیں رکھتے۔ جس کی وجہ سے نہ صرف وہ خود جلسے کی برکات اور ملاقات کے فوائد سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ بلکہ حضور کی صحت پر بھی اس کا بُرا اثر پڑتا ہے۔ حضور نے فرمایا گو مرد اب ایک حد تک احتیاط کرتے ہیں۔ لیکن عورتیں تعلیم و تربیت کی کمی کی وجہ سے بہت کم احتیاط کو ملحوظ رکھتی ہیں۔ زیادہ کوفت اس لئے ہوتی ہے۔ کہ جماعت کے قیام پر ایک لمبا عرصہ گزر چکا ہے۔ اور بار بار انہیں سمجھایا جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی جیسی تربیت چاہیئے ویسی نہیں ہوئی۔ پس میں ایک دفعہ پھر دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ بالخصوص مستورات کو کہ وہ ملاقات کے وقت پوری تنظیم کا ثبوت دیا کریں ملاقات وقت معین کے اندر ختم کرنے اور گرد وغبار کو کم کرنے کی کوشش کیا کریں۔ تا میری صحت پر برا اثر نہ پڑے۔ تربیت کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ اس کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔

انتظامات جلسہ سالانہ

پھر حضور نے انتظامات جلسہ سالانہ کے سلسلے میں بعض شکایات کا تدارک کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور فرمایا ہمارے ہاں کئی امور کا انتظام ہر سالی نئے سرے سے کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ان امور پر غور کر کے اصولی طور پر ان کا فیصلہ کر لینا چاہیئے۔ تاکہ ہر سال نئے سرے سے ہمیں غور نہ کرنا پڑے۔ اور پچھلے تجربات سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

مستورات سے خطاب

اس کے بعد حضور نے مستورات سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ اس سال مسجد ہالینڈ کے لئے چندہ کی فراہمی کو عورتوں کا ایک خصوصی فرض قرار دیا گیا تھا۔ افسوس ہے کہ وہ جس تندہی سے پہلے کام کیا کرتی تھیں۔ اس سال اس میں کمی نظر آتی ہے۔ ان کا چندہ ۶۰۔۶۵ ہزار کے قریب ہوا ہے۔ حالانکہ خرچ کا اندازہ ایک لاکھ دس ہزار سے بھی زیادہ کا ہے۔ اس سال عورتوں کو ۲۱ ہزار روپیہ جمع کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔ مگر انہوں نے جمع صرف نو ہزار کیا ہے۔ اس میں ایک حد تک منتظمین کی سستی کا دخل بھی معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ جن مستورات نے ربوہ کے مقامی ہال کی تعمیر کے لئے غیر معمولی چندہ دیا ہو۔ وہ خانہ خدا کی تعمیر کے لئے کہ جس کا ثواب نسلاً بعد نسلٍ انہیں ملتا رہے گا۔ چندہ نہ دیں۔ پس میں عورتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ مسجد ہالینڈ کے لئے مطلوبہ رقم جلد پوری کریں۔

پردہ کی پابندی

دوسری چیز جس کی طرف میں عورتوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ پردہ کی پابندی ہے۔ پرانے زمانے میں پردے کو اتنی بھیانک شکل دے دی گئی تھی۔ کہ وہ اچھا خاصہ قید خانہ معلوم ہوتا تھا ایسے پردے کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ اسلامی تاریخ سے ایسے پردے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ لیکن اس زمانہ میں پردے کی اس بھیانک صورت کا ردعمل اس رنگ میں ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ ہمیں پتہ ہی نہیں لگتا پردہ آخر کس چیز کا نام ہے۔ عورتیں مردوں سے مصافحے کرتی ہیں تقریریں کرتی ہیں۔ ان میں آزادانہ پھرتی ہیں اور پھر وہ اسلامی پردے کی قائل کہلاتی ہیں اگر اسلامی پردہ اسی کو کہتے ہیں تو پھر پتہ نہیں بے پردگی کس کا نام ہے۔ آخر قرآن مجید میں جو پردے کا حکم ہے۔ اس کے کوئی نہ کوئی تو معنے ہوں گے۔ اگر اس کے کوئی معنے ہیں تو بہر حال اسے مسلمانوں نے ہی پورا کرنا ہے۔

بے پردگی کا رجحان

حضور نے فرمایا۔ جو لوگ پردے کے شروع سے پابند نہیں ہیں ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ ایک دن میں پردے کے پوری طرح پابند ہو جائیں۔ مگر ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ اسلام کے نام پر نئی نئی رسمیں جاری کی جائیں اور سخت قسم کے پردے کے ردعمل کے طور پر عورتیں پردے سے بالکل ہی آزاد ہو جائیں۔ جو لوگ ایک عرصے سے پردہ چھوڑ چکے ہیں۔ انہیں بے شک پہلے آہستہ آہستہ پردے کی حکمت کا قائل کرو اور بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے مسائل میں بڑی بڑی حکمتیں ہوتی ہیں لیکن جو لوگ محض اپنی دنیوی ترقی اور اعلےٰ طبقہ میں اپنے جھوٹے وقار کو قائم کرنے کے خیال سے اپنے گھروں میں بے پردگی کو رواج دے رہے ہیں۔ وہ یقیناً اپنے عمل سے کوئی اچھا نمونہ پیش نہیں کر رہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ فوجی افسروں کے طبقہ میں خصوصاً بے پردگی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ ایک دن ایک عورت آتی ہے۔ اور وہ پردے کی پابند ہوتی ہے۔ لیکن دوسرے دن اچانک پردہ غائب ہو جاتا ہے۔ اور پوچھنے پر بتایا جاتا ہے کہ خاوند کے عہدہ میں ترقی کا سوال درپیش تھا۔ اسلئے پردہ چھوڑ دیا گیا۔ حالانکہ بیوی کی بھیک سے ترقی کرنے کی کوشش ایک نہایت ذلیل بات ہے۔ میں اس کی طرف عورتوں کو خصوصاً اور مردوں کو عموماً توجہ دلاتا ہوں۔ آخر تم کیوں خیال کرتے ہو کہ پردہ تمہاری ترقی کی راہ میں روک ہے۔ یورپ والے دو ہی اعتراض پیش کیا کرتے ہیں: ایک یہ کہ پردے میں صحت برقرار نہیں رہ سکتی۔ اور دوسرا یہ کہ تعلیم حاصل نہیں کی جا سکتی ہم نے اپنے ہاں عملاً ان دونوں اعتراضوں کا غلط ہونا ثابت کر دیا ہے۔ ہمارے ہاں پردے کی پابندی کے باوجود اعلےٰ سے اعلےٰ تعلیم عورتیں حاصل کر رہی ہیں اور ان کی صحت پر بھی پردے نے کوئی برا اثر نہیں ڈالا۔

دین کی اصل جڑ محبت الٰہی اور محبت رسولؐ ہے

فرمایا اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ دوست جب یہ عیب دیکھیں تو محبت ہوشیاری اور حکمت کے ساتھ اسے دور کرنے کی کوشش کریں۔ بے پردگی اختیار کرنے کا رواج بالعموم اعلےٰ طبقہ اور بڑے افسران میں ہوتا ہے۔ یہ لوگ پہلے ہی اپنے آپ کو ایک بڑے مقام کا سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ اسلئے اگر انہیں ذرا سی بھی ٹھیس لگے۔ تو ان کے گر جانے کا احتمال ہوتا ہے۔ پس پیار اور محبت سے اس عیب کا ازالہ کرو۔ سختی نہ کرو۔ اگر کرو گے تو جو تھوڑی بہت وابستگی ان لوگوں کو اسلام کے ساتھ باقی ہے۔ وہ بھی نہ رہے گی۔ اس امر کو ہمیشہ ملحوظ رکھو۔ کہ دین کی اصل جڑ محبت الٰہی اور محبت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اگر یہ قائم ہے تو باقی عیوب آہستہ آہستہ دور ہو سکتے ہیں ایسے لوگوں کی کم سے کم نیکی یہی ہے کہ وہ پردہ اگر نہیں بھی کرتے تو کم از کم اس امر کا اعتراف ضرور کر لیں کہ ہے یہ تو یہ اسلامی حکم مگر ہم اپنی کمزوری

کی وجہ سے اس پر عمل نہیں کرتے۔ اگر وہ ایسا کرینگے تو ان میں نہ سہی کم از کم ان کی اولادوں میں پردے کے احترام کا احساس قائم رہے گا۔

عورتوں کے حقوق

اس کے بعد حضور نے احباب جماعت کو عورتوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا۔ افسوس ہے کہ ایک لمبے عرصے کی وعظ و نصیحت کے باوجود ابھی تک ہماری جماعت عورتوں کے حقوق پر پوری طرح کاربند نہیں ہوئی۔ کثرت سے اس قسم کی شکایات موصول ہوتی رہتی ہیں کہ خاوند اگر دوسری شادی کرتے ہیں۔ تو پہلی بیوی کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ اس کی معیشت کے سامان مہیا نہیں کرتے اخراجات نہیں دیتے اور اس طرح نہ صرف اسے تکلیف ہوتی ہے بلکہ اس کی اولاد بھی آوارہ ہو جاتی ہے۔ اور یہ مرض اچھے اچھے مخلص گھرانوں میں موجود ہے۔ اس ضمن میں مردوں پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے مردیاد رکھیں کہ عورت ایک مظلوم ہستی ہے۔ اسکے ساتھ محبت اور شفقت کے سلوک سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ اسلئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خیرکم خیرکم لاھلہٖ یعنی تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل و عیال سے بہتر سلوک کرتا ہے۔ خصوصاً طلاق اور خلع کے مواقع پر مردوں کی طرف سے اچھے اخلاق کا مظاہرہ نہیں ہوتا۔ وہ طلاق کے وقت ہزاروں بہانے مہر نہ دینے کے لئے بناتے ہیں۔ اسی طرح خلع میں باوجود اسکے کہ عورت اپنے تمام حقوق سے دستبردار ہوتی ہے پھر بھی مرد اعتراض کرتے ہیں حالانکہ اگر عورت ساتھ رہنے پر رضامند نہیں تو مرد کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ بہرحال مردوں کو اپنے رویہ میں اصلاح کرنی چاہیئے ورنہ مرد اور عورت دونوں اس بشاشت سے محروم ہو جائیں گے جو ان میں اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے۔

تازہ شائع کردہ لٹریچر

حضور نے سلسلے کے لٹریچر کی اشاعت کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔ اس سال شانِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری پرنسپل جامعہ احمدیہ کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے۔ گو میں نے اسے دیکھا نہیں مگر کتاب لکھتے وقت انہوں نے اس کے مختلف مضامین اور عنوانات کے متعلق مجھ سے مشورہ کیا تھا اور میرا اثر یہی ہے کہ یہ ایک اچھی کتاب ہے اور اس زمانہ کے لحاظ سے مفید ثابت ہوگی۔ ایک اور کتاب "حیات بقاپوری" ہے (جو مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کی تصنیف ہے) اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیالات و افکار اور فتاویٰ بھی درج کئے گئے ہیں۔ ایک حوالہ تو ایسا ہے۔ جس کی ایک عرصہ سے تلاش تھی۔ پس یہ بھی اچھی دلچسپ کتاب ہے۔ احباب کو ان دونوں کتابوں سے فائدہ اٹھانا چاہیئے

اس کے علاوہ مرکز میں دو کمپنیاں قائم کی گئی ہیں۔ جن میں سے ایک اورینٹل اینڈ ریلیجس پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ ہے یہ کمپنی غیر ملکی زبانوں میں اسلامی لٹریچر شائع کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔ چنانچہ اس وقت ڈچ اور جرمنی زبان میں کمپنی کے اہتمام سے قرآن مجید کے ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ انگریزی ترجمہ قرآن مجید بھی شائع ہو رہا ہے یہ لٹریچر غیر ممالک میں تبلیغ کا ایک اعلےٰ درجہ کا ذریعہ ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ابھی دو لاکھ روپے کے حصص اس کمپنی کے قابل فروخت ہیں۔

دوسری کمپنی الشرکۃ الاسلامیہ ہے۔ جو اردو زبان میں یعنی پاکستان اور ہندوستان کے لئے لٹریچر شائع کر رہی ہے۔ اس نے حال ہی میں بہت سی کتابیں شائع کی ہیں ایک کتاب نبیوں کا سردار ہے۔ جو میری کتاب دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی کے ایک حصے پر مشتمل ہے۔ یہ ۳۲۰ صفحے کی کتاب ہے۔ پھر سیر روحانی کے موضوع پر میری تقریروں پر مشتمل ایک کتاب بھی شائع کی گئی ہے۔ تحقیقاتی عدالت میں ہماری طرف سے وحی و الہام کے متعلق جو اسلامی نظریہ پیش کیا گیا تھا۔ اسے بھی کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ پھر ایک رسالہ معیار شناخت انبیاء شائع ہوا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بے نظیر لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی بھی ایک عرصہ کے بعد اب پھر شائع کیا گیا ہے۔ جو سید محمد سعید صاحب سلیم دار التجلید لاہور نے مودودی صاحب کے رسالہ قادیانی مسئلہ کا جواب شائع کیا ہے۔

اسی طرح ایک رسالہ محاسن کلام محمود شائع ہوا ہے مجھے خوشی ہے کہ ہمارے ایک نوجوان ادیب نے اس موضوع پر لکھنے کی کوشش کی ہے اور اس امر کی پرواہ نہیں کی کہ دوسری مجالس میں اسے کیا کہا جائیگا دراصل میرے اشعار میں زیادہ تر قرآن مجید کی مختلف آیات کی یا احادیث نبوی کی تفسیر و توضیح ہوتی ہے گو کچھ ایسے حصے بھی ہوتے ہیں جن کا جذبات سے تعلق ہوتا ہے۔ لیکن بہت سی تصوف کی باتیں اور نکتے بھی ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے میرے اشعار پر غور کرنے کی بہت کم کوشش کی گئی ہے۔ اس رسالہ میں جن کا ذکر کیا ہے بعض غلطیاں بھی ہیں۔ لیکن یہ اس نوجوان کی پہلی کوشش ہے اور کتاب بہرحال اس موضوع پر ایک نئی اور مفید کتاب ہے۔ دوستوں کو چاہیئے سلسلے کے شائع کردہ اس لٹریچر کو خریدیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اسی طرح دونوں کمپنیوں کے حصص بھی خریدیں۔ یہ حصص خریدنا تو گویا ہم خرما و ہم ثواب والی بات ہے۔

دنیا کے پردہ پر سب سے مظلوم انسان

آج محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں

فرمایا:۔

(۱) "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے اسلام پر ہر طرف سے اعتراضات ہو رہے تھے۔ کیا یہودیت اور عیسائیت اور کیا ہندو مذہب ہر ایک کے ماننے والے اسلام پر حملہ آور ہو رہے تھے"۔

(۲) "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا مقابلہ کیا۔ مسلمانوں نے بھی آپ کی مخالفت کی۔ اور یہ نہ سمجھا کہ آپ ان کی حفاظت کے لئے کھڑے ہوئے ہیں"۔

(۳) "لیکن اب ہماری یہ حالت ہے کہ کوئی ماں کا بچہ ایسا نہیں جو اسلام پر کوئی اعتراض کر سکے۔ اور پھر اس کا جواب نہ دیا جا سکے"۔

(۴) "تحریک جدید کے ذریعہ تبلیغ اسلام کے ایک زبردست کام کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ یہ وہ کام ہے۔ جس کے لئے خدا تعالےٰ نے ہمیں کھڑا کیا ہے"۔

(۵) "رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن کریم میں ایک پیشگوئی ہے کہ ایک زمانہ آئے گا۔ کہ آپ کی قدسی تاثیر دنیا بھر میں اسلام کو پھیلا دے گی۔ پرانے مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ مسیح موعود کے وقت میں ہوگا۔ اب اگر بانی سلسلہ ہی مسیح موعود تھے۔ اور تم اسکے ماننے والے ہو۔ تو یہ کام تمہارے ذریعہ ہوگا۔ خدا تعالےٰ کی یہ سنت چلی آئی ہے کہ جو قوم اس کے دین کی مدد کے لئے کھڑی ہوتی ہے۔ وہ اس سے مدد کے وعدے کرتا ہے۔ لیکن اس مدد سے پہلے اسے کام کرنا پڑتا ہے۔ قربانی کرنی پڑتی ہے۔ تب خدا تعالےٰ کی مدد اسے حاصل ہوتی ہے"۔

(۶) "سب سے زیادہ مظلوم انسان آج محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہر سال لاکھوں کتب آپ کے چاند سے زیادہ روشن چہرہ پر گرد ڈالنے کے لئے شائع کی جاتی ہیں"

(۷) "اے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کے دعویدارو! کیا تم اس کے جواب میں اپنی جیبوں میں ہاتھ نہ ڈالوگے"۔

(۸) "پس اے دورِ ثانی دفتر دوم کے مجاہدو! اے پروفیسرو! اے ڈاکٹرو! اے وکیلو! اے سرکاری ملازمو! اے تاجرو! اے صناعو! اور اے ہر قسم کا پیشہ کرنے والو! اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تعالےٰ کی برکت حاصل کرو۔ تو آؤ دین کے کام میں لگ جاؤ۔ اور اشاعت اسلام کے لئے اپنے اموال اور اپنی زندگیاں وقف کردو"۔

(۹) "مبارک ہے وہ جس کے ہاتھ کو وہ اپنا ہاتھ قرار دے۔ کہ وہ برکت کو پا گیا۔ اور رحمت کا وارث ہو گیا"۔

(۱۰) "پہلا دور ختم ہو گیا اس کی انیس سالہ فہرست کتاب میں اشاعت کے لئے بن رہی ہے۔ وکیل المال دوسرا دور شروع ہے۔ اگر اس وقت تم ہمت نہیں کروگے۔ تو پہلا کام بھی ضائع ہو جائے گا۔ اگر ہمت کروگے تو مبلغ مسلح ہو کر باہر جائیں گے۔ ان کے ساتھ قرآنی تفسیر کے ذخائر ہوں گے۔ جن سے قلوب کو فتح کیا جا سکتا ہے۔ اور اس میں کیا شبہ ہے کہ قرآنی گولہ بارود کے آگے کوئی قلعہ نہیں ٹھہر سکتا۔ پس اے مجاہدو! آگے بڑھو اور اپنے اموال کی نمایاں اور شاندار قربانی اپنے امام کے حضور پیش کردو"۔

(وکیل المال تحریکات جدید ربوہ)

الفضل کا دفتر ربوہ میں

روزنامہ الفضل کا دفتر ربوہ میں منتقل ہو گیا ہے۔ جملہ احباب خط و کتابت و ترسیل زر اب ربوہ کے پتہ پر کریں۔ نیز دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس تبدیلی کو بابرکت کرے آمین

دفتر محلہ دار الرحمت میں پریس کے نزدیک ہے

خاکسار۔ ملک محمد عبد اللہ مینجر الفضل ربوہ ضلع جھنگ

گمشدہ اشیاء

(۱) سفید رنگ کی اکہری لوئی مورخہ ۲۷ دسمبر کو جلسہ سالانہ کے ایام میں سٹیج جلسہ گاہ میں گم ہو گئی ہے۔

(۲) ایک کمبل لال ڈبی دار مورخہ ۲۹ دسمبر کو مسجد مبارک کے گیٹ کے باہر گم ہو گیا ہے۔ جس بھائی کو یہ اشیاء ملی ہوں۔ وہ مندرجہ ذیل ایڈریس پر اطلاع دیں۔

عبد الصمد صاحب گلی مولوی سراج دین بازار ٹھانے والا مکان نمبر ۷ لم ۷۸ گوجرانوالہ۔ (افسر جلسہ سالانہ)

نائیجیریا میں تبلیغ اسلام ——— احمدی مبلغین کی کامیاب مساعی

★ سات نئے سکولوں کی تعمیر ★ ویسٹرن ریجن کے وزیر اعلیٰ سے ملاقات ★ ایک انگریز عورت کو تبلیغ اسلام

★ مسٹر ڈٹکن نمائندہ "لائف" کی مشن ہاؤس میں آمد ★ پندرہ افراد کا قبول اسلام

از مبارک احمد صاحب ساقی مبلغ نائیجیریا۔ بتوسط وکالت تبشیر

۱۹۵۵ء کے شروع سے نائیجیریا کے مغربی علاقہ میں جبری تعلیم کا سسٹم شروع کیا جا رہا ہے۔ جس کے نتیجہ میں گورنمنٹ کو سینکڑوں نئے سکول تعمیر کرنے پڑے ہیں۔ ان دنوں ملک میں جو طریقہ تعلیم رائج ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے تعلیم حاصل کرنا انتہائی مشکل ہے۔ کیونکہ اول تو اکثر علاقے ایسے ہیں کہ جہاں پر سکول موجود ہی نہیں۔ اور اگر کسی جگہ سکول ہے بھی تو فیس اس قدر زیادہ ہے کہ غریب والدین کے لئے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا تقریباً ناممکن ہے۔ اس دقت کو دور کرنے کے لئے گورنمنٹ نے خود اپنی زیر نگرانی مزید نئے سکول کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سے قبل بہت سے سکول مختلف سوسائیٹیوں کے ذریعے کھولے جا رہے ہیں۔ اور یہ سوسائٹیاں اساتذہ وغیرہ کی تنخواہ ادا کرنے اور دیگر اخراجات پورے کرنے کے لئے سکول فیس سے کام چلاتی رہی ہیں۔ اب گورنمنٹ خود اپنے سکول کھولے گی۔ اور تنخواہیں بھی خود ہی ادا کرے گی سکولوں میں فیس وغیرہ بالکل نہ ہوگی۔ جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ غریب سے غریب بچے بھی تعلیم حاصل کر سکیں گے۔ لیکن زیادہ اخراجات سے بچنے اور مذہبی تعلیم کا خیال رکھتے ہوئے گورنمنٹ نے بعض نئے کھولے جانیوالے سکول مختلف عیسائی اور مسلمان مشنوں اور سوسائٹیوں کو الاٹ کر دیئے ہیں۔ اسی ضمن میں ہمیں سات سکول الاٹ ہوئے ہیں۔ جو ابادان ڈسٹرکٹ میں ہیں۔ تمام سکولوں کا جنوری ۱۹۵۵ء سے قبل مکمل ہو جانا ضروری ہے۔ ہمیں الاٹ شدہ سکولوں میں سے چار مقامات پر تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اور امید ہے کہ انشاء اللہ العزیز میعاد کے اندر اندر تمام سکول مکمل ہو جائیں گے۔

وزیر اعلیٰ سے ملاقات

ویسٹرن ریجن کے ایک مقامی حاکم جن کا لقب Alafin ہے جو خود بھی مسلمان ہیں۔ اور مسلمانوں کے سچے ہمدرد ہیں کے علاقہ میں کچھ عرصہ ہوا ایک سیاسی جلسہ کے دوران میں فساد ہو گیا۔ جس کے نتیجہ میں چھ افراد ہلاک اور کچھ زخمی ہوئے۔ اس فساد کی ذمہ داری Alafin پر عائد ہوئی۔ لیکن اصل واقعہ یوں ہے کہ ان دنوں مغربی علاقہ میں دو پارٹیاں برسرپیکار ہیں۔ ایک کا نام Action Group یعنی A. G. اور دوسری کا نام نیشنل کونسل آف نائیجیریا اینڈ کیمرون (N. C. N. C) ہے۔

مغربی علاقہ میں ایکشن گروپ برسر اقتدار ہے مگر بعض وجوہات کی بناء پر اس علاقہ کا حاکم Alafin این۔ سی۔ این۔ سی کی حمایت میں ہے۔

چونکہ فسادات Alafin کے علاقہ میں ہوئے ہیں اور وہ ایکشن گروپ کے خلاف تھا۔ اس موقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے ایکشن گروپ نے فیصلہ کیا ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے Alafin کو اس کے عہدے سے برطرف کیا جائے۔ فی الحال یہ فیصلہ ہوا ہے کہ فسادات کی تحقیق کرائی جائے اور اس تحقیق کے دوران میں Alafin کو قصبے سے جلاوطن کر دیا جائے تاکہ تحقیقات صحیح طور پر تمام پذیر ہو سکے۔ لیکن خیال ہے کہ اسے ہمیشہ کے لئے جلاوطن رہنا پڑے گا۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے Alafin مسلمانوں کا ہمدرد ہے۔ بلکہ مسلم کانگریس آف نائیجیریا جو کہ سب سے مضبوط مسلمان پارٹی ہے کا سرپرست بھی ہے۔ اسلئے یہ حادثہ تمام مسلمانوں کے لئے تکلیف دہ تھا۔ چنانچہ مسلم کانگریس نے فیصلہ کیا کہ وزیر اعلیٰ سے ایک وفد ملے اور درخواست کی جائے کہ وہ اس معاملہ میں نرمی سے کام لیں۔ اور الافین کو اس کے عہدے پر قائم رہنے دیں۔ اسی فیصلہ کے مطابق پندرہ ۱۵ افراد پر مشتمل (جن میں خاکسار اور مکرم محترم نسیم سیفی صاحب بھی شامل تھے) ایک وفد وزیر اعلیٰ سے ملا اور انہیں کہا کہ چونکہ الافین مسلمان ہیں اور نائیجیریا کی اکثر آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ اسلئے تمام مسلمانوں کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے آپ کسی طرح بھی الافین کو اس کے عہدہ سے برطرف نہ کریں۔ یہ انٹرویو قریباً ۱½ گھنٹہ تک جاری رہا وزیر اعلیٰ نے کافی لمبی تقریر کی اور بتایا کہ چونکہ یہ شخص شروع سے ہماری پارٹی کی مخالفت کرتا رہا ہے۔ اسلئے ہم اس سے کسی قسم کی نرمی نہیں کر سکتے۔ یہاں مذہب کا بالکل سوال نہیں بلکہ یہاں دو پارٹیوں کا سوال ہے۔ اس وقت ہماری پارٹی کے وقار کو چیلنج کیا گیا ہے۔ اسلئے ہم مجبور ہیں کہ کوئی سخت ایکشن لیں۔

آجکل فسادات کی تحقیق جاری ہے اور کہا جاتا ہے کہ الافین کو صرف دوران تحقیق میں جلاوطن رہنا ہوگا۔ لیکن اغلب خیال ہے کہ اسے اپنے عہدہ پر کبھی بھی بحال نہ کیا جائے گا۔ اور ہمیشہ ہی جلاوطن رہے گا۔

انگریز عورت کو تبلیغ اسلام

ایک انگلش لیڈی جو یہاں کے ایک روزنامہ میں عورتوں کے صفحہ کی ایڈیٹر ہیں اور ایک مشہور فرم میں بھی کام کرتی ہیں۔ کچھ عرصہ سے اسلام میں بہت دلچسپی لے رہی ہیں۔ جب انہیں پتہ چلا کہ ہمارے مشن میں اسلامی کتب مل سکتی ہیں۔ تو وہ ہمارے مشن میں آئیں اور بعض کتب خرید کیں ایک روز وہ خود کسی اخباری کام کے سلسلہ میں مشن ہاؤس آئیں۔ جہاں پر اسلام اور عیسائیت کے بارہ میں کافی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ ان کی اس دلچسپی کے پیش نظر ہم نے انہیں دیباچہ قرآن مجید انگریزی ریویو آف ریلیجنز اور بعض دیگر کتب بھجوائیں۔ اسلامی کتب پڑھنے کا انہیں انتہائی شوق ہے۔ ایک دفعہ ہمیں جب ان کے گھر جانے کا اتفاق ہوا تو انہوں نے ہمیں بہت سی کتب دکھائیں جو وہ مختلف دوکانوں سے خرید کر رہی ہیں اور جن میں اسلام کے مختلف مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ Truth (ہمارا ہفتہ وار اخبار) کے تمام ایڈیٹوریل کاٹ کاٹ کر دینی اسلامیات کی کاپی میں جمع کر رہی ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد از جلد احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشے۔

یوم التبلیغ

ستمبر کے پہلے ہفتہ میں اتوار کے دن شہائے جماعت احمدیہ نائیجیریا نے دوسرا یوم التبلیغ منایا تمام مشنوں کو بذریعہ سرکلر لیٹر مقررہ تاریخ کی اطلاع دی گئی۔ اور لکھا گیا کہ اگر تقسیم یا فروخت کے لئے انہیں کسی قسم کے لٹریچر کی ضرورت ہو۔ تو ہمیں اطلاع دیں تاکہ لٹریچر بروقت بھجوا دیا جائے مشنوں کی طرف سے آمدہ رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام مقامات پر یوم التبلیغ بہت اہتمام سے منایا گیا۔ دن بھر تمام احباب عیسائیوں اور غیر احمدی مسلمانوں کو پیغام حق پہنچانے میں مصروف رہے۔ مختلف مقامات پر تقاریر کی گئیں۔ اور لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

مسٹر ڈٹکن کی مشن ہاؤس میں آمد

امریکہ کے ایک کثیر الاشاعت رسالہ "Life" کے نمائندہ جو کہ تمام مسلمان ممالک کا دورہ کر رہے ہیں اور اہم شخصیات اور مقامات کے فوٹو لے رہے ہیں۔ ماہ اکتوبر میں نائیجیریا پہنچے۔ اگرچہ ہمارے مشن کا علم انہیں ایسٹ افریقہ میں ہو چکا تھا۔ لیکن ہوائی جہاز میں سوار ہونے والے ایک عیسائی رپورٹر سے دریافت کرنے پر کہ نائیجیریا میں مسلمانوں کی کونسی جماعت اسلام کے پراپیگنڈا میں مصروف ہے اور رپورٹر سے جواب لے کہ صرف جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے۔ جو عیسائیت کا زبردست مقابلہ کر رہی ہے۔ انہیں احساسات کا یقین ہو گیا کہ فی الحقیقت اسلام کے نمائندگان احمدی لوگ ہی ہیں۔

لیگس پہنچتے ہی انہوں نے ہمیں ٹیلیفون کیا اور نائیجیریا آنے کی غرض بیان کی اور کہا کہ چونکہ وہ نائیجیریا میں صرف ایک ہی روز قیام کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اسلئے وہ علی الصبح مشن ہاؤس پہنچ جائیں گے۔ اگلے روز مشن ہاؤس پہنچنے پر انہوں نے سب سے پہلے "The truth" کے سٹاف کی تصاویر لیں۔ اس کے بعد احمدیہ مسلم پریس کے عملہ اور فضل عمر احمدیہ سکول کے بچوں کی تصاویر لیں۔ چونکہ یہ جمعہ کا دن تھا۔ اسلئے انہوں نے نماز باجماعت اور خطبہ کے دوران میں بھی بعض تصاویر لیں اور اسی روز شام گولڈ کوسٹ روانہ ہو گئے۔ دوپہر کا کھانا انہوں نے ہمارے ہاں ہی تناول کیا تھا۔

مسٹر ڈیوڈ ٹکن احمدیہ مشن کے کام سے بہت ہی متاثر تھے۔ چنانچہ انہوں نے بتایا کہ جہاں بھی وہ گئے ہیں وہاں ہی احمدی مشنری موجود ہیں۔ Truth اور احمدیہ مسلم پریس کی وجہ سے آپ نائیجیریا مشن کے بہت ہی مداح تھے۔

(باقی صفحہ ۶ پر)

گولڈ کوسٹ کے احمدی دوستوں کے اعزاز میں شاندار پارٹی

حال ہی میں گولڈ کوسٹ اور نائیجیریا کے درمیان فٹ بال کا ایک میچ کھیلا گیا۔ گولڈ کوسٹ کی ٹیم کے ہمراہ ہمارے دو احمدی دوست مسٹر الحسن عطاء اور مسٹر محمد ارتھر جو علی الترتیب فٹ بال ایسوسی ایشن کے خزانچی اور وائس پریذیڈنٹ ہیں نائیجیریا آئے۔ دونوں مہمانوں کے اعزاز میں جماعت احمدیہ لیگس کی طرف سے ایک شاندار پارٹی دی گئی۔ جس میں احمدی احباب کے علاوہ بعض غیر احمدی معززین کو بھی مدعو کیا گیا۔ مسٹر حمزہ اکونول جو لیگس مشن کے چیئرمین ہیں نے ایڈریس پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارے آج کے مہمان بلحاظ مذہب و سیاست دو بہت بڑی شخصیتیں ہیں۔ دونوں ہی مخلص احمدی ہیں اور ساتھ ہی گولڈ کوسٹ کی سیاسی دنیا میں بھی بلند پوزیشن کے مالک ہیں۔ مسٹر حسن عطا کماسی جماعت کے چیف ایمین رہ چکے ہیں۔ اور مسٹر آرتھر ان دنوں ہاؤس آف اسمبلی کے ممبر ہیں۔

ایڈریس کے جواب میں مسٹر محمد آرتھر نے لیگس مشن کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ اگرچہ ہم بلحاظ ملک علیحدہ علیحدہ ہیں۔ لیکن بلحاظ مشن مذہب خواہ کتنی بھی دور ہوں ایک ہیں۔ آپ نے کہا کہ نائیجیریا مشن ایک ہفتہ وار اخبار Truth شائع کر رہا ہے۔ اور Truth (سچائی) ہی وہ چیز ہے جسے احمدیت لوگوں کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہے اور یہ مسلمہ امر ہے کہ سچائی کو قبول کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ لہذا اس وقت اگر ہمیں اپنا پیغام پہنچانے میں بعض مشکلات ہیں تو ان سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ وہ وقت دور نہیں جبکہ لوگ اس سچائی کو قبول کرنے پر مجبور ہوں گے۔

لجنہ اماء اللہ

جب سے مکرم نسیم سیفی صاحب کی اہلیہ محترمہ لیگس تشریف لائی ہیں انہوں نے لجنہ اماء اللہ کو منظم کرنے کا کام شروع کر رکھا ہے۔ ہر روز عصر کی نماز کے بعد خواتین مشن ہاؤس میں آکر آپ سے یسرنا القرآن قرآن مجید اور نماز وغیرہ کا سبق سیکھتی ہیں۔ پچھلے دنوں تعلیم بالغان کے سلسلہ میں آپ نے مشن ہاؤس میں ایک کلاس کھول رکھی تھی جس میں عورتوں کو لکھنا اور پڑھنا سکھایا جاتا تھا۔

اس کے علاوہ آپ نے یہاں کے ایک کثیر الاشاعت روزنامہ میں Women of Pakistan (خواتین پاکستان) کے موضوع پر ایک لمبا مضمون لکھا۔ جسے دو اقساط میں شائع کیا گیا۔ قارئین نے مضمون کو بہت پسند کیا۔ بلکہ ایک شخص نے مضمون کی تعریف میں ایڈیٹر کو ایک خط بھی لکھا۔ جو مذکورہ بالا اخبار میں شائع ہو چکا ہے۔

شمالی نائیجیریا کا دورہ

نائیجیریا کے ثانوی سکولوں میں دینیات کا نصاب مقرر کرنے کیلئے گولڈ کوسٹ سیرالیون اور نائیجیریا کے چیدہ چیدہ اور اسلامیات کے واقف کار مسلمانوں کی میٹنگ شمالی نائیجیریا کے ایک شہر Kaduna میں قرار پائی۔ جس میں کونسل آف مسلم پروپیگنڈرز کی طرف سے مکرم محترم نسیم سیفی صاحب نے شمولیت اختیار کی۔ یہ میٹنگ قریباً دو دن تک جاری رہی۔ جس میں نصاب سے متعلقہ بنیادی امور پر بحث کی گئی۔ اور ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی جو نصاب کو مکمل کر کے تمام ممبران کو اس کی ایک ایک نقل بھجوا دے گی۔

میٹنگ سے فارغ ہونے کے بعد کیڈونا سے آپ زاریہ تشریف لے گئے۔ اس شہر میں ہمارا مشن کافی عرصہ سے قائم ہے۔ اور ایک چھوٹا مشن ہاؤس اور مسجد بھی ہے۔ ممبران سے ملاقات کے بعد آپ سکنڈری سکول ایگریکلچرل سکول آف ٹیکنالوجی کے طلباء اور وہاں کے ایک ہفت روزہ اخبار کے ایڈیٹر سے بھی ملے۔ ان تمام مدارس میں بفضل خدا ہمارے اخبار Truth کا بہت چرچا ہے۔ جس سکول میں بھی جانے کا اتفاق ہوا وہاں پر ہی طلباء کو اخبار کی تعریف میں رطب اللسان پایا۔ بلکہ اخبار کے طفیل ہی سکول آف ایگریکلچر کے ایک طالبعلم نے احمدیت قبول کر لی ہے۔ اور بعض طالبعلم بھی احمدیت قبول کرنے کو تیار ہیں۔

زاریہ میں چند روز قیام کے بعد آپ کانو گئے یہ ایک بہت پرانا شہر ہے۔ یہاں پر بھی بفضل خدا ہمارا بہت عمدہ مشن ہاؤس اور مسجد موجود ہیں۔ کانو میں چند ایک نوجوان حال ہی میں حلقہ بگوش احمدیت ہوئے ہیں اور وہ احمدیت کے لٹریچر میں بہت دلچسپی لیتے رہتے ہیں۔ جماعت کے دوستوں کو ملنے کے بعد آپ نے یہاں کے بعض مدارس کا معائنہ کیا۔ بالخصوص سکول آف عربک سٹڈیز کہ جہاں کا پرنسپل احمدیت کے لٹریچر سے اچھی طرح واقف ہے۔ اس کے ساتھ آپ کو کافی دیر تک مختلف مسائل پر گفتگو کا موقع ملا۔ قریباً دس دن کے دورہ کے بعد آپ واپس لیگس پہنچے۔

لٹریچر اور کیلنڈر

جیسا کہ احباب کو معلوم ہوگا۔ ہم نے کافی عرصہ سے لٹریچر کی فروخت کے لئے ایک دکان کھول رکھی ہے۔ جہاں پر سلسلہ کی کتب کے علاوہ سکولوں کی نصابی کتب بھی فروخت کی جاتی ہیں۔ عرصہ زیر رپورٹ میں ہم نے ایک نہایت خوبصورت فہرست کتب شائع کی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کے علاوہ بعض دیگر مصنفین کے فوٹو بھی شائع کئے گئے ہیں۔

حسب معمول اس سال بھی احمدیہ مسلم کیلنڈر برائے ۱۹۵۵ء شائع ہو چکا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے اور مولانا نذیر احمد صاحب علی کے فوٹو اور دیگر تصاویر پر مشتمل ہے۔ بطور نمونہ اس کی چند ایک کاپیاں ربوہ میں بھجوا دی جا چکی ہیں۔

نومبائعین

عرصہ زیر رپورٹ میں پندرہ اصحاب جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ تقریباً سب کے سب نوجوان اور تعلیم یافتہ ہیں۔ ان میں سے بارہ کے قریب طلباء ہیں جو ابھی ابھی اپنی پڑھائی سے فارغ ہوئے ہیں۔ یہ تمام طلباء مشرک تھے اب انہیں اسلامی نام دیئے گئے ہیں۔ دیگر تین دوستوں میں سے ایک صاحب یہاں کی ایک مسلمان سوسائٹی کے سکول میں ہیڈ ماسٹر ہیں۔ دوسرے ایگریکلچرل سکول کے طالبعلم اور تیسرے دوست ایک سکول کے ٹیچر ہیں۔

احباب کرام سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ ہمارے ان نوجوان نومبائعین کی استقامت کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں اور بالخصوص مبلغین کے لئے جن کے اوپر بہت سی ذمہ داریاں ہیں جن سے عہدہ برا ہونا ہمارا اولین فرض ہے۔

بالآخر ایک بار پھر دعا کی درخواست کر کے اس رپورٹ کو ختم کرتا ہوں۔

بقیہ لیڈر

(صفحہ ۲ سے آگے)

کر اگر اس کو بروئے کار لایا جائے۔ تو اس سے سیراب ہونے والی ندیاں بڑے بڑے دریاؤں کی صورت اختیار کر لیں گی۔ اور کوئی خطہ ارضی نہیں رہے گا۔ جو اس چشمہ سے سیراب نہ ہو رہا ہو۔

تیسری عظیم بات جو حضور نے فرمائی۔ اور جو ہمیں کبھی فراموش نہیں ہونی چاہیئے۔ اور جو حضور نے افتتاحی دعا سے پہلے بطور نصیحت کے احباب کو فرمائی وہ یہ ہے کہ ہمیں اپنا اخلاق بلند کرنا چاہیئے۔ بظاہر تو یہ ایک معمولی بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ جس طرح ہمارے جسمانی نظام کے قیام کے لئے دورہ خون بنیادی چیز ہے۔ اسی طرح "بلندیٔ اخلاق" ہماری روحانی زندگی کی روح رواں ہے۔ اخلاق عالیہ ہی انسان کو انسانیت میں داخل کرتے ہیں۔ اور اسے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کا نمونہ بناتے ہیں۔ اخلاق حسنہ کے بغیر ہی انسان "اسفل السافلین" کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالے نے افتتاحی دعا سے پہلے اخلاق کو بلند رکھنے کی تلقین اسکی اہمیت پر دال ہے۔ گویا اس جلسہ کا یہ آخری تحفہ ہے جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب کو سب سے آخر میں اس لئے پیش کیا ہے کہ اس کا نقش احباب کے دلوں پر پوری طرح مرتسم ہو جائے۔ اور پتھر کی لکیر بن جائے۔ جو کبھی نہ مٹ سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ "ماحصل جلسہ" ہے۔

ہمارے نقطہ نظر سے احباب کو یہ تین چیزیں جلسہ کے تحائف میں سے کبھی فراموش نہیں ہونی چاہئیں۔

(۱) الفضل آپ کو جماعت سے مربوط رکھتا ہے۔

(۲) تحریک جدید کو مضبوط بنانا جماعت کے منتہائے مقصود کی تکمیل ہے۔

(۳) اخلاق حسنہ سے ہی انسان "فی احسن تقویم" کے لقب کا مستحق بن سکتا ہے۔

درخواست دعا

میرا لڑکا عزیزم امان اللہ ملازمت کے سلسلہ میں ایک امتحان دے رہا ہے۔ بزرگان سلسلہ و احباب جماعت کی خدمت میں عاجزانہ درخواست ہے۔ کہ وہ میرے بچہ کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

اہلیہ عباد اللہ گیانی گوجرانوالہ

مامورِ ربّانی کا درسِ روحانیت اور

احباب جماعت کو اپنے اندر اخلاقی۔ عملی اور روحانی تبدیلی پیدا کرنے کی تلقین

(۲)

(ازمکرم خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی مبلغ سلسلہ)

(۳)

انسان کو اگر خدا پرستی کے نتیجہ میں روحانی لذّ حاصل نہ ہوتے ہوں۔ جو اس دنیا اور عالم آخرت میں اس کی زندگی کو صیقل کردیں۔ تو اس صورت میں کسی آسمانی مذہب کے قیام اور مامورین ربانی کی آمد کا مسئلہ کیونکر کسی حکمت پر مبنی سمجھا جا سکتا ہے۔ اور کیونکر کروڑوں بلکہ اربوں لوگ خدا تعالےٰ کی مقدس ہستی پر ایمان و یقین لا سکتے۔ اور کسی روحانی مذہب اور آسمانی مصلح کو قبول کر سکتے ہیں۔ ایسی حالت میں تو تخلیق آدم کی علّت غائی ہی محض بے فائدہ اور باطل ٹھیرتی ہے۔

لہذا ہر زمانہ میں ہی اس امر کی ضرورت رہی ہے۔ کہ فرزندانِ آدم کو تعلق باللہ کے فوائد اور سچے مذہب کی تعلیم اور احکام پر عمل پیرا ہونے سے انسان کو جن روحانی نعماء سے حصہ ملتا ہے۔ ان سے آگاہ کیا جائے۔

اس زمانہ کے فرستادۂ خدا نے اس سلسلہ میں بھی قرآن کریم اور خدا تعالےٰ کی تازہ وحی کی روشنی میں مخلوق خدا کی رہنمائی فرمائی۔ اور لوگوں کی روحانی امراض کے پیش نظر ایسے ایسے روحانی نسخے بتائے۔ کہ جو آپ کے آزمودہ تھے۔ آپ نے اس زمانہ میں بوضاحت بتایا۔ کہ اسلام دینِ فطرت ہے۔ اور اس کی مقدس تعلیم پر عمل کرنے اور حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی غلامی اختیار کرنے سے انسان روحانیت کے اس مقام تک جا پہنچتا ہے۔ جس پر پہنچنے سے خدا تعالےٰ اپنے برگزیدہ بندوں سے ہمکلام ہؤا کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اہل اللہ کا مقام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

”واضح ہو۔ کہ جب کوئی اپنے مولیٰ کا سچا طالب کامل طور پر اسلام پر قائم ہو جائے اور نہ کسی تکلّف اور بناوٹ سے بلکہ طبعی طور پر خدا تعالےٰ کی راہوں میں ہر ایک قوت اس کے کام میں لگ جائے۔ تو آخری نتیجہ اس کی اس حالت کا یہ ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی ہدایت کے اعلیٰ تجلیات تمام حجب سے مبرّا ہو کر اس کی طرف رخ کرتے ہیں۔ اور طرح طرح کے برکات اس پر نازل ہوتے ہیں۔ اور وہ احکام اور وہ عقائد جو محض ایمان اور سماع کے طور پر قبول کئے گئے تھے۔ اب بذریعہ مکاشفات صحیحہ اور الہامات یقینیہ قطعیہ مشہود اور محسوس طور پر کھولے جاتے ہیں۔ اور معلقات شرع اور دین کے اسرار سربستہ ملت حنیفیہ کے اس پر منکشف ہو جاتے ہیں۔ اور ملکوت الٰہی کا اس کو سیر کرایا جاتا ہے۔ تا وہ یقین اور معرفت میں مرتبہ کامل حاصل کرے۔ اور اس کی زبان اور اس کے بیان اور تمام افعال اور اقوال اور حرکات سکنات میں ایک برکت رکھی جاتی ہے۔ اور ایک فوق العادت شجاعت اور استقامت اور ہمت اس کو عطا کی جاتی ہے۔ اور شرح صدر کا ایک اعلیٰ مقام اس کو عنایت کیا جاتا ہے۔ اور بشریت کے حجابوں کی تنگ دلی اور خست اور بخل اور بار بار کی لغزش اور تنگ چشمی اور شہوات اور رداوت اخلاق اور ہر ایک قسم کی نفسانی تاریکی بکلی اس سے دور کر کے اس کی جگہ ربانی اخلاق کا نور بھر دیا جاتا ہے۔ تب وہ بکلی مبدل ہو کر ایک نئی پیدائش کا پیرایہ پہن لیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے سنتا اور خدا تعالےٰ سے دیکھتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے ساتھ حرکت کرتا اور خدا تعالےٰ کے ساتھ ٹھیرتا ہے۔ اس کا غضب خدا تعالےٰ کا غضب اور اس کا رحم خدا تعالیٰ کا رحم ہو جاتا ہے۔ اور اس درجہ میں اس کی دعائیں بطور اصطفاء کے منظور ہوتی ہیں نہ بطور ابتلاء کے۔ اور وہ زمین پر حجت اللہ اور امان اللہ ہوتا ہے۔ اور آسمان پر اس کے وجود سے خوشی کی جاتی ہے۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ عطیہ جو اس کو عطا ہوتا ہے مکالمات الٰہیہ اور مخاطبات حضرت یزدانی ہیں جو بغیر شک اور شبہ اور کسی غبار کے چاند کے نور کی طرح اس کے دل پر نازل ہوتے رہتے ہیں۔ اور ایک شدید الاثر لذت اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ اور طمانیت اور تسلی اور سکینت بخشتے ہیں۔ اور اس کلام اور الہام میں فرق یہ ہے۔ کہ الہام کا چشمہ تو گویا ہر وقت مقرّب لوگوں میں بہتا ہے۔ اور وہ روح القدس کے بلائے بولتے اور روح القدس کے دکھائے دیکھتے اور روح القدس کے سنائے سنتے اور ان کے تمام ارادے روح القدس کے نفخ سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ اور یہ بات سچ اور بالکل سچ ہے۔ کہ وہ ظلّی طور پر اس آیت کا مصداق ہوتے ہیں۔ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔“ (ریویو آف ریلیجنز۔ ماہ اپریل ۱۹۰۴ء)

(۴)

احمدیت کوئی اسلام سے جداگانہ تحریک نہیں۔ بلکہ اسلام ہی کا دوسرا نام احمدیت ہے اس سلسلہ حقہ کے ذریعہ خدا تعالےٰ اس دورِ آخر میں خیر القرون کی طرح پھر ایک زبردست روحانی انقلاب پیدا کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ اس زمانہ میں دنیا ایک دفعہ پھر دیکھے گی۔ کہ کس طرح مسیح موعودؑ کے قائم کردہ مقدس سلسلہ کے ہاتھوں مادہ پرستی و الحاد پسپا ہوتے ہیں۔ اور حق دنیا میں کس طرح عظیم الشان غلبہ پاتا ہے۔ گذشتہ صدیوں میں مادہ پرستوں نے خدا تعالیٰ کی توحید پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کے سردار اور آپؐ کے مقدس دین پر جو جو ناروا حملے کئے ہیں۔ فرزندانِ احمدیت ان سب کا رد پیش کرتے چلے جائیں گے۔ تا آنکہ تمام بھٹکی ہوئی مخلوق اسلام کی آغوش میں آ جائے۔ اور دورِ اول کی سی روحانی فضا ایک بار پھر قائم ہو کر دنیا کی کایا پلٹ دے۔ غرض احمدیت کا ظہور اس مادہ پرستی کے زمانہ میں اسلامی شان و شوکت کا پیش خیمہ ہے۔ اور مقدر یوں ہے کہ اس سلسلہ روحانیہ کے ذریعہ اکناف عالم میں پرچم اسلام لہرائے۔ اور جگہ بجگہ دین محمدی کے شیدائی اور مسیح پاکؑ کے خدام توحید خداوندی اور پاکوں کے سردار رسولوں کے فخر حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمد و ستائش کے الفت و محبت سے لبریز اور روح پرور نغمے گائیں۔ یہ عظیم الشان روحانی انقلاب تب پیدا ہو سکتا ہے جبکہ دنیا خدا تعالےٰ کی طرف سے آئے ہوئے آسمانی مصلح کی صداقت بھری آواز پر کان دھرے اور اس کے مقدس مشن کی مضبوطی اور استحکام کی کوشش کریں۔

اے فدایانِ احمدیت! دیگر لوگ تو بتہ نہیں کہ کب احمدیت کے شیریں اور حیات بخش چشمہ سے اپنی روحانی تشنگی بجھاتے ہیں۔ تم تو وہ ہو جنہوں نے ہر قسم کی تکالیف و مصائب کا مقابلہ کر کے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد خدا تعالےٰ اور اس کے فرستادہ مسیحؑ اور اس کے مقدس خلفاء کے سامنے کیا ہے۔ آج اس عہد مبارک کو عملی کوششوں اور قربانیوں سے پورا کرنے کا وقت آن پہنچا ہے۔

یاد رکھو! کہ اس وقت اخلاقی عملی اور روحانی لحاظ سے ایک بہت بڑی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ سچ پوچھو تو اسی قسم کا عظیم الشان تغیر پیدا کرنے کے لئے حضرات انبیاء علیہم السلام دنیا میں مبعوث کئے گئے۔ اور اسی مقصد کی تکمیل کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالےٰ نے اپنے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں بھیجا ہے۔ چنانچہ حضورؑ اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

”خدا تعالےٰ چاہتا ہے۔ کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنا دے۔ کہ تم دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھیرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو۔ جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غیرت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ وہ جلد ہی ہم سے جدا ہو جائے۔ کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا۔ کہ ایسا شخص ہم میں رہے۔ اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا۔ کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ۔ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے۔ اور جس میں بدی کا بیج ہے۔ وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔ چاہیئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں۔ اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردیٔ خلائق کے اور کچھ نہ ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ اس نیک جماعت میں کبھی کوئی ایسا آدمی مل کر رہے۔ جس کے حالات مشتبہ ہوں۔ یا جس کے چال چلن پر کسی قسم کا اعتراض ہو سکے۔ یا اس کی طبیعت میں کسی قسم کی مفسدہ پردازی ہو۔ یا کسی اور قسم کی ناپاکی اس میں پائی جائے۔ لہذا ہم پر یہ واجب اور فرض ہوگا۔ کہ اگر ہم کسی کی نسبت کوئی شکایت سنیں گے کہ وہ خدا تعالےٰ کے فرائض کو عملاً ضائع کرتا ہے۔ یا کسی ٹھٹھے اور بیہودگی کی مجلس میں بیٹھتا ہے۔ یا کسی اور قسم کی بدچلنی اس میں ہے۔ تو وہ فی الفور اپنی جماعت سے الگ کر دیا جائے گا اور پھر وہ ہمارے ساتھ اور ہمارے دوستوں کے ساتھ نہیں رہ سکے گا۔“ (ایک ضروری اشتہار ۹ مئی ۱۸۹۸ء مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان)

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۵۷ء کی مختصر روئداد

افتتاحی اجلاس میں قیام پاکستان کے پس منظر پر

مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے کی تقریر

(۲)

مکرم چوہدری فتح محمد صاحب سیال کے بعد مکرم مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم اے ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان نے قیام پاکستان کے پس منظر پر ایک نہایت پُر از معلومات تقریر کی جس کے دوران میں آپ نے پاکستان کے سیاسی اور روحانی پس منظر پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

شہری فرائض کی کما حقہ ادائیگی

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد تقریر کا آغاز کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ جماعت احمدیہ ایک دینی اور مذہبی جماعت ہے سیاست سے براہ راست اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس کے افراد اسی دنیا میں رہتے ہیں اور اس لحاظ سے جب تک وہ اپنے شہری فرائض کما حقہ ادا نہ کریں وہ اپنے مذہب کے ساتھ پورا انصاف نہیں کر سکتے۔ اس امر کو اچھی طرح واضح کرنے کے بعد آپ نے فرمایا یہی وجہ ہے کہ جب ہم سیاست میں حصہ لیتے ہیں یا یوں کہئے کہ حصہ لینے پر مجبور ہوتے ہیں تو اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ از روئے مذہب ہم اپنے ملک کے ساتھ وفاداری اور اس کی خدمت بجا لانے میں کسی دوسرے سے پیچھے نہیں ہیں پس ہماری غرض سیاست نہیں اور نہ کسی مذہبی جماعت کی غرض سیاست ہو سکتی ہے۔ سوال صرف شہری فرائض کی کما حقہ ادائیگی کا ہے جو بلا امتیاز تمام شہریوں پر یکساں عاید ہوتی ہے۔

نفس مضمون کی وضاحت

تقریر جاری رکھتے ہوئے مکرم درد صاحب نے فرمایا۔ اس وضاحت کے بعد میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ جیسا کہ پہلے ہی اعلان کیا جا چکا ہے میری تقریر کا عنوان "قیام پاکستان کا پس منظر" ہے بظاہر یہ مضمون سیاسی سا ہے۔ لیکن میں اسی نظریہ کے تحت جو میں نے ابھی بیان کیا ہے اس پر روشنی ڈالوں گا اور یہ واضح کروں گا کہ وہ حالات جو بالآخر قیام پاکستان پر منتج ہوئے ان میں جماعت احمدیہ کے افراد نے اپنے دینی فرائض کے ساتھ ساتھ جو ان کا اصل مقصود ہیں اپنے شہری فرائض کس طرح ادا کئے اور اس لحاظ سے قوم و ملک کی خدمت بجا لانے میں کیا حصہ لیا۔ آپ نے مزید فرمایا ویسے بھی ہماری یہ خدمات ایک اعتبار سے پس منظر کا ہی درجہ رکھتی ہیں۔ کیونکہ جب بھی ہم کوئی سیاسی خدمت بجا لاتے ہیں تو خدمت کے صحیح جذبہ کے پیش نظر اس کی تشہیر اور نمائش کو مناسب خیال نہیں کرتے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اقوام کی عام لاعلمی کے باوجود ماضی میں ہماری یہ خدمات قوم کے اہل نظر اور ذمہ دار طبقہ کے علم میں آئے بغیر نہ رہیں اور انہوں نے کھلے دل سے ان کا اعتراف کیا۔

جماعت احمدیہ کی سیاسی خدمات

اس کے بعد آپ نے ۲ نومبر ۱۹۰۸ء کے شاہی اعلان سے لے کر (جس میں نمائندہ اداروں کے قیام اور ان کو فروغ دینے کی پالیسی کا اعلان کیا گیا تھا) ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء تک (کہ جب پاکستان ایک آزاد مملکت کے طور پر معرض وجود میں آیا) سیاسی حالات اور بتدریج رونما ہونے والے تغیرات پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ ہر مرحلہ پر جماعت احمدیہ نے مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کے پیش نظر نہایت ٹھوس اور مؤثر خدمات سرانجام دیں اور اس طرح اپنے شہری اور قومی فرائض کو بطریق احسن ادا کیا۔ اس ضمن میں آپ نے تحریک شدھی، سائمن رپورٹ، گول میز کانفرنسوں کے انعقاد اور کشمیر ایجی ٹیشن کے سلسلے میں امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی شاندار سیاسی خدمات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ ان خدمات کا بڑے بڑے مسلم لیڈروں نے نہ صرف اعتراف کیا بلکہ گہرے جذبات تشکر کا اظہار کر کے اس امر پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کی خاطر حضرت امام جماعت احمدیہ نے وہ وہ کارہائے نمایاں سرانجام دئیے ہیں کہ جنہیں تاریخ کسی حال میں بھی فراموش نہیں کر سکتی۔ اس بارے میں آپ نے بعض تفصیلات نہایت اچھوتے انداز میں بیان کرنے کے بعد ثابت فرمایا کہ حضور ایدہ اللہ کی یہ خدمات مسلمانان ہند کی جدوجہد آزادی کا ایک سنہری باب ہیں اور مستقبل کا کوئی غیر جانبدار مؤرخ انہیں کسی حال میں بھی نظر انداز نہیں کر سکتا۔ آپ نے دوران تقریر میں جابجا بڑے بڑے لیڈروں اور اخباروں کے تعریفی حوالے پیش کر کے کوئی ایک بات بھی ایسی نہ چھوڑی جس کا آپ نے ثبوت نہ دیا ہو۔

انگلستان سے قائد اعظم کی مراجعت

اس ضمن میں مکرم درد صاحب نے اس امر کا بھی انکشاف فرمایا کہ یہ بھی حضور ایدہ اللہ کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ قائد اعظم نے انگلستان سے ہندوستان واپس آ کر مسلمانوں کی سیاسی قیادت سنبھالی اور اس طرح بالآخر ۱۹۴۷ء میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔ آپ نے بتایا کہ جب میں ۱۹۳۳ء میں امام مسجد لندن کے طور پر انگلستان پہنچا تو اس وقت قائد اعظم انگلستان میں ہی سکونت رکھتے تھے۔ وہاں میں نے مسٹر جناح سے تفصیلی ملاقات کی اور انہیں ہندوستان واپس آ کر سیاسی لحاظ سے مسلمانوں کی قیادت سنبھالنے پر آمادہ کیا۔ مسٹر جناح سے میری یہ ملاقات تین چار گھنٹے تک جاری رہی جس میں میں نے انہیں قائل کر دیا کہ اگر اس آڑے وقت میں جبکہ مسلمانوں کی رہنمائی کرنے والا اور کوئی نہیں ہے۔ انہوں نے اُن کی پھنسی ہوئی کشتی کو پار لگانے کی کوشش نہیں کی تو اس قسم کی علیحدگی قوم کے ساتھ بے وفائی کے مترادف ہو گی۔ چنانچہ اس تفصیلی گفتگو کے بعد آپ مسجد احمدیہ لنڈن میں تشریف لائے اور وہاں باقاعدہ ایک تقریر کی جس میں ہندوستان کے مستقبل کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ اس کے بعد قائد اعظم انگلستان کو خیرباد کہہ کر ہندوستان واپس آئے مسلم لیگ کو منظم کیا اور اس طرح چند سال کی جدوجہد کے بعد پاکستان معرض وجود میں آیا۔

روحانی پس منظر

تقریر کے آخر میں محترم درد صاحب نے پاکستان کے روحانی پس منظر پر بھی روشنی ڈالی اور فرمایا کہ پاکستان کا روحانی پس منظر مسلمانوں کے دینی احیاء کے ساتھ وابستہ تھا۔ انیسویں صدی میں مسلمان دینی لحاظ سے عام بے حسی کا شکار ہو چکے تھے اور خود اپنے ہی مذہب سے بے تعلق ہو جانے کے باعث ان پر ایک مایوسی کا عالم چھایا ہوا تھا اور وہ دن بدن قعر مذلت میں گرتے چلے جا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرما کر ان کے روحانی احیاء کا بندوبست فرمایا۔ حضور علیہ السلام نے دین کو از سر نو زندہ کر کے خدمت اسلام کی ایک نئی رَو چلا دی جس کی وجہ سے عام مسلمانوں میں دینی احساس کا اجاگر ہونا لازمی تھا۔ چنانچہ یہ رَو دنیا بھر میں اسلامستان کے قیام کی ضامن ہے۔ بے شک سیاسی جدوجہد کے نتیجے میں پاکستان دنیا کے نقشہ پر ابھرا ہے لیکن یہ امر کہ خدا اور رسول کے نام پر یہ مملکت بنی ہے خود اس روحانی پس منظر کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ہی کا ایک پرتو ہے۔ اگر آج نہیں تو کل وہ زمانہ آنے والا ہے کہ جب دنیا اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گی کہ پاکستان کے روحانی پس منظر کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہیں۔ کیونکہ حضور نے دنیا بھر میں اسلامستان قائم کرنے کی بنیاد رکھی ہے اور جس کا ایک اثر خدا اور رسولؐ کے نام پر حاصل کئے ہوئے ملک یعنی پاکستان کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔

پاکستان کے پس منظر کا ایک اور پہلو

سیاسی اور روحانی پس منظر بیان کرنے کے علاوہ دوران تقریر میں محترم درد صاحب نے پاکستان کے تاریخی پس منظر پر بھی روشنی ڈالی۔ آپ نے بتایا کہ قیام پاکستان سے قبل ہندوستان کے مسلمان ایک انتہائی نازک دور سے گزر رہے تھے۔ یوں تو تمام اسلامی دنیا پر انحطاط کا دور چھایا ہوا تھا۔ لیکن ہندوستان کے مسلمانوں کی پوزیشن باقی اسلامی ملکوں کی پوزیشن سے یکسر مختلف تھی۔ انڈونیشیا۔ افغانستان۔ ایران ترکی اور عرب ممالک بے شک پوری طرح آزاد نہیں تھے اور ان پر بھی کسی نہ کسی شکل میں مغربی اقوام کا تسلط قائم تھا۔ لیکن اس کے باوجود ان میں سے ہر ملک اپنی عددی اکثریت کے لحاظ سے مسلمان ہونے کے باعث ایک طرح اپنے معاملات کا آپ کار مختار تھا اور بیرونی تسلط اٹھ جانے کے بعد ان تمام ممالک کا آزاد ہو جانا ایک لازمی امر تھا۔ لیکن ہندوستان کے مسلمان ایک طرفہ شکل میں پھنسے ہوئے تھے وہ تعداد میں نو کروڑ ہونے کے باوجود بھی اپنے معاملات کے آپ مختار نہیں تھے۔ انہیں نظر آ رہا تھا کہ اگر انگریز چلا بھی گیا تو ان کا آزاد ہونا یقینی نہیں ہے بلکہ وہ انگریز کی غلامی کے بعد ہندوستان میں ہی رہنے والی ایک اور قوم کے رحم و کرم پر چھوڑ دیئے جائیں گے۔ یعنی اس قوم کے رحم و کرم پر جس پر کہ وہ خود ایک ہزار سال تک حکمرانی کرتے رہے تھے۔ ہندوستان کے نو کروڑ مسلمانوں کی یہ بے بسی ایک حسرت ناک داستان کا درجہ رکھتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے یہ گوارا نہ کیا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والے یہ نو کروڑ نفوس ایک غلامی سے نجات پانے کے بعد دوسری غلامی میں مبتلا ہو جائیں۔ اس نے اپنے فرستادہ کو مبعوث فرما کر ان میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑا دی اور وہی لوگ جو عیسائیت اور ہندو دھرم کے بے پناہ حملوں سے پسپا ہونے کے باعث عام مایوسی کا شکار ہوئے بیٹھے تھے خود اعتمادی کے جذبے سے سرشار ہو گئے اور انہیں نظر آنے لگا کہ ان کا مذہب ایک زندہ مذہب ہے۔ اور اس کے بل پر وہ ایک زندہ قوم بن سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدمت اسلام کی جو رَو چلائی وہ مسلمانوں میں ایک ہمہ گیر بیداری پیدا کرنے کا موجب بنی۔ اور مسلمان بالآخر خدا اور رسول کے نام پر ایک علیحدہ مملکت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ایسی مملکت جس میں وہ پوری طرح اپنے معاملات کے خود مختار ہوں۔ یہی وہ مملکت ہے جو آج پاکستان کے نام سے موسوم ہے۔ ٭ محترم درد صاحب کی تقریر۔

درخواست دعا:۔ میرے والد محترم میاں سلطان احمد صاحب درویش قادیان عرصہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ گذشتہ دنوں نور ہسپتال میں داخل رہے ہیں۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ نصیر احمد مقیم لائلپور